مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی

ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طبعاً فحش گو

تھے نہ بتکلف فحش بات فرماتے تھے، نہ بازاروں

میں چلا کر (خلافِ وقار) باتیں کرتے تھے، برائی

کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے اور اس کا ذکر تذکرہ

بھی نہ فرماتے تھے۔

(شمائلِ ترمذی)

جلد ۳

۲۱ تا ۲۷ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء

شمارہ ۲۶

خصائل نبوی ﷺ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۰ حدثنا اسحٰق بن موسیٰ حدثنا معن حدثنا مالک عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی سلمۃ ابن عبدالرحمٰن انہ اخبرہ انہ سال عائشۃ کیف کان صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعًا لا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعًا لا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلثًا قالت عائشۃ قلت یا رسول اللہ تنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ ان عینی تنامان و لا ینام قلبی۔

ترجمہ۔ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (گویا آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر چنانچہ خود اس کی تفصیل فرماتی ہیں) کہ اول چار رکعت پڑھتے تھے یہ نہ پوچھ کہ وہ کتنی طویل ہوتی تھیں اور کس عمدگی کے ساتھ بہترین حالت یعنی خشوع و خضوع سے پڑھی جاتی تھیں۔ اسی طرح پھر چار رکعت اور پڑھتے تھے ان کی بھی لمبائی اور عمدگی کا حال کچھ نہ پوچھ۔ پھر تین رکعات پڑھتے تھے یعنی وتر۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل جاگتا رہتا ہے (یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے کہ ان کے قلوب جاگتے رہتے ہیں)۔

فائدہ۔ اس حدیث میں چند ضروری مباحث ہیں جن میں سے دو ذکر کئے جاتے ہیں۔ اوّل تو یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس حدیث میں رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی گیارہ رکعت سے زیادہ کی نفی فرماتی ہیں۔ حالاں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ وغیرہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات سے تیرہ ثابت ہیں بلکہ بعض روایات میں تیرہ سے بھی زیادہ وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ ابو داؤد میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبداللہ بن ابی قیس کے سوال پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب کی نماز کی رکعات یہ گنوائی ہیں کہ چار اور تین چھ اور تین آٹھ اور تین دس اور تین جو تیرہ ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی تیرہ رکعتیں نقل کی گئی ہیں چنانچہ ابو داؤد کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سات رکعت سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور موطا امام مالک رح کی روایت ہے عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی

باقی صـ۲۲ پر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

شمارہ نمبر ۲۶

کراچی
ختم نبوت

جلد نمبر ۳

فہرست

۱۔ خصائل نبوی ﷺ
حضرت شیخ الحدیث ؒ ۲

۲۔ ابتدائیہ
مولانا سعید احمد جلالپوری ۵

۳۔ جواب الجواب
مولانا تاج محمد فقیروالی ۹

۴۔ حضرت انور شاہ کشمیری ؒ کا جہاد
مولانا کوثر ۱۰

۵۔ مرزائی امت سے چند سوالات
مولانا محمد یوسف لدھیانوی ۱۳

۶۔ طرز معاشرت
جناب سمیع اللہ صاحب ۱۷

۷۔ کاروانِ ختم نبوت ۲۰

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ـــ ۷۰ روپے
ششماہی ـــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ـــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
امجد محمود

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ـــــــــ ۲۱۰ روپے
کویت، او مان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام ـــــ ۲۲۵ روپے
یورپ ـــــــــ ۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ـــــــــ ۲۷۰ روپے
افریقہ ـــــــــ ۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان ـــــــــ ۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A ساٹر مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

SHAMSI

For

CANVAS
&
TENTS

SHAMSI CLOTH
AND GENERAL MILLS LTD.
(KARACHI PAKISTAN)

HEAD OFFICE:
3 Idris Chambers,
Talpur Road,
Karachi-2
Phones: 221941 - 230081
Grams: "Canvas" Karachi
Telex: [illegible]

MILLS:
A-50, Sind Industrial
Trading Estates
Manghopir Road,
Karachi-16
Phones: 290443 - 290444

Bill No. 423
13.12.84

خالص اور سفید ——— صاف وشفاف

شکر (چینی)

پتہ
حبیب اسکوائر ایم اے جناح روڈ (بندر روڈ)
کراچی

باوانی شوگر ملز لمیٹڈ

بل نمبر 422
13/12/84

ابتدائیہ

قادیانی مسئلہ سے تغافل نہ برتا جائے

مرزائیوں کی ارتدادی سرگرمیاں روز افزوں تیزسے تیز تر ہوتی جارہی ہیں۔ گذشتہ کچھ عرصہ سے قادیانی شکست خوردہ بھیڑیے کی طرح بے بس نظر آتے تھے اور وہ ایک حد تک پاکستان میں اپنی ارتدادی سرگرمیوں کے پنپنے سے مایوس ہو گئے تھے۔ مرزا طاہر کا پاکستان سے بھاگ جانا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مگر افسوس کہ مرزائیوں کی اسلام دشمنی، ملک دشمنی اور ان کی انتقامی کاروائیوں سے صرف نظر کرلیا گیا۔ بالآخر وہ قاری بشیر احمدؒ اور اظہر رفیقؒ کو شہید کر کے اپنے انتقام کی آگ بجھانے میں کامیاب ہوگئے۔ پاکستان میں قادیانیت کی مثال زخم خوردہ سانپ کی ہے۔ انتظامیہ نے جب اس رس گھولنے والے زخمی سانپ کا کوئی خاطر خواہ نوٹس نہ لیا اور آرڈی ننس کے نفاذ کے بعد سرد مہری کا مظاہرہ کیا تو مرزائیوں کے دلوں میں دہشت گردی کے الہام ہونے لگے۔ اور ان کا مُلہم انہیں اغوا اور قتل کی نئی نئی تدابیر القا کرنے لگا۔ اور مرزائی اسے "زندہ قوم کا ابھار" سمجھ بیٹھے۔ اسی لیے اب وہ پہلے سے کہیں زیادہ مسلح ہوکر دہشت گردی کے میدان میں اُتر رہے ہیں۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ قادیانی ملک و ملت پر ایک اور کاری ضرب لگانے کی سوچ رہے ہیں۔ عقل و دانش کا تقاضا یہ ہے کہ صدر مملکت اور ان کی انتظامیہ قادیانی مسئلہ کو تغافل کی نذر نہ کریں۔ ورنہ ملک و ملت کے حق میں اس کے نتائج ہولناک ہوسکتے ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور پر فوری اقدام کی ضرورت ہے۔

- قادیانی معابد میں بہت سی جگہ اب بھی اذان ہوتی ہے (ساہیوال کا سانحہ اس کی روشن دلیل ہے) یہ نہ صرف اسلامی شعائر کی توہین ہے بلکہ ملکی قانون کی بھی تضحیک ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اس کا احساس دلایا جائے۔
- قادیانی معابد میں کلمہ طیبہ اور دیگر اسلامی علامات و شعائر بدستور چسپاں ہیں۔ اس کی تفتیش کرائی جائے۔
- ربوہ سے کراچی تک قادیانی مراکز میں وافر مقدار میں اسلحہ موجود ہے۔ ان کے مراکز پر چھاپہ مار کر اسلحہ ضبط کیا جائے۔
- قادیانی اخبارات و رسائل اب بھی بزعم خود اپنی "اسلامیت" کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ان کے اجازت نامے منسوخ کیے جائیں۔
- مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کا لٹریچر، جو سراسر کفر و ارتداد کا پلندہ ہے اسے ضبط کیا جائے۔
- مولانا اسلم قریشی اور مولانا اشرف ہاشمی کے اغوا کی تفتیش کو مؤثر بنایا جائے اور اس میں ملوث قادیانیوں

باقی صفحہ [illegible]

مرزا طاہر احمد کو جواب الجواب

تحریر۔ مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیر والی

جلسہ سالانہ ربوہ سنہ ۸۲ء کے موقع پر قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے جلسہ پر جانے والے غیر مرزائی لوگوں کو پروگرام کے مطابق موقع دیا کہ اگر وہ مرزائیت کے متعلق کوئی سوال کرنا چاہیں تو وہ ان کے سوالوں کے جواب دیں گے
مرزا طاہر پر بہت سے سوال ہوئے۔ جن میں سے ان پر ایک سوال یہ بھی کیا گیا کہ آیت خاتم النبیین میں لفظ خاتم کے کیا معنی ہیں۔ مرزا طاہر نے اس سوال کا جو جواب دیا وہ انہیں کے الفاظ میں سنئے۔

(۱) "خاتم کا مطلب یہ ہے کہ جو چوٹی پر کمالات میں پہنچ جائے۔ اس جیسا نہ اب پیدا ہوا ہو نہ آئندہ ہی ہو۔ فضیلت کے معنی ہیں۔"

(۲) "خاتم کا دوسرا لفظی معنی ہوتا ہے مہر۔ اور مہر تصدیق کے لیے لگائی جاتی ہے۔ جو شخص اپنے فن میں کمال پیدا کرے وہی آخری ہوا کرتا ہے۔ جیسے کہا کرتے ہیں کہ فلاں شاعر سند بن گیا۔ اب نبوت محمد مصطفیٰ سے پہچانی جائے گی نہ کسی اور سے

(۳) "خاتم کا تیسرا معنی انگوٹھی ہے۔ انگوٹھی زینت کے لیے ہوتی ہے۔ وہ آگیا جو زمرہ انبیاء کی زینت بن گیا۔ آیا تو انگوٹھی سے محفل کو زینت آئی۔ نہیں آیا تھا۔ تو بھی بچی سجی لگتی تھی۔"

مرزا غلام احمد بھی اسی کے مطابق حقیقۃ الوحی کے ص۹۶ پر لکھتے ہیں کہ:

"اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لیے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے"

(۲) "بابو منظور الٰہی مرزا غلام احمد کے ملفوظات بنام "ملفوظات احمدیہ" حصہ پنجم ص۲۹۰ پر لکھتے ہیں۔

"خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہوسکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہوجاتا ہے۔ اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے"

الجواب

خاتم کو افضل کے معنی سے کیا جائے یا نہ۔ حضور علیہ السلام کی فضیلت ویسے ہی مسلمانوں کے نزدیک مسلمات میں سے ہے۔ پس خاتم کو اپنے اصل معنے سے ہٹا کر لازمی معنے لینا خلاف دیانت ہے۔

ہم مرزا غلام احمد کی کتب سے بطور نمونہ از خروارے چند حوالے درج کرتے ہیں۔ مرزا طاہر حلفاً بتائیں کہ ان کے دادا نے دعویٰ نبوت سے پہلے لفظ "خاتم" کے معنیٰ "بند کرنے کے کیے ہیں یا" افضل" کے۔

مرزا غلام احمد (دعویٰ نبوت سے پہلے)

مرزا غلام احمد اپنی کتاب " ازالہ اوہام" جلد دوم صہ ۶۱۴ پر تحریر کرتے ہیں کہ:

(۱) "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا"

(۲) "کتاب البریہ" کے صہ ۱۸۵ پر لکھتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی فرما کر فیصلہ کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت بند ہے۔"

(۳) "حمامۃ البشریٰ" کے صہ ۳۰ پر لکھتے ہیں کہ: "ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں کیا نہیں جانتے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر استثناء کے خدائے رحیم وکریم نے خاتم الانبیاء قرار دیا۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے طور پر فرمایا لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"

(۴) "کتاب البریہ" حاشیہ صہ ۸۴ پر لکھتے ہیں: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا۔ کہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ اس کی صحت میں کسی کو کلام نہ تھا۔ قرآن شریف اپنی آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا"

(۵) "حمامۃ البشریٰ" کے صہ ۲۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ کے قول ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے ثابت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں"

(۶) "تحفہ گولڑویہ" کے صہ ۸۳ پر لکھتے ہیں کہ: "قرآن شریف آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے"

(۷) "ازالہ اوہام" کے صہ ۵۰۰ پر لکھتے ہیں کہ: "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے"

(۸) "نشان آسمانی" کے صہ ۲۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ: "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آنجناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

(۹) "شہادۃ القرآن" کے صہ ۲۸ پر لکھتے ہیں کہ: "ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں۔ کیونکہ اس پر تمام نبوتیں۔ تمام پاکیزگیاں تمام کمالات ختم ہو گئے۔"

(۱۰) "انجام آتھم" کے صہ ۲۷ پر لکھتے ہیں کہ: "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

(۱۱) "منن الرحمٰن" کے صہ ۲۰ پر لکھتے ہیں: "میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہی حرف

اسلام ہے۔ اور بے شک رسول صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس طرح ہمارا رب صرف ایک ہے۔ جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے۔ اسی طرح ہمارا رسول بھی واحد مطاع ہے اس کے بعد کوئی نبی نہیں بے شک وہ خاتم النبیین ہے۔"

(۱۲) خاتمہ نصرۃ الحق ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ پر لکھتے ہیں۔

"بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام عیسیٰ ہے"

(۱۳) اشتہار واجب الاظہار ۴ نومبر ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم میں لکھتے ہیں:

"مسیح ابن مریم کو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء کر کے بھیجا۔"

قرآن

(۱۴) اربعین ۴ صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں:

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم"

شریعت

(۱۵) "چشمۂ معرفت" کے صفحہ ۳۲۴ پر لکھتے ہیں:

"میں جانتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کی شریعت خاتم الشرائع"

خاتم الاولاد

(۱۶) "تریاق القلوب" کے صفحہ ۳۰۰ پر اپنی پیدائش کے متعلق لکھتے ہیں:

"میری پیدائش اس طرح ہوئی کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی بعد اس کے میں نکلا تھا۔ میرے بعد میرے والدین کے گھر میں کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔"

"چشمۂ معرفت" کے صفحہ ۳۱۸ پر لکھتے ہیں:

"خاتم الخلفاء ایسا خلیفہ جو سب کے بعد آنے والا ہے"

خاتم بمعنی مہر کا جواب

(۱) مرزا طاہر سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسلم شریف باب الفضائل میں حضور پاک صلی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی موجود ہے کہ ختم بی النبیون یعنی نبی میرے ساتھ ہی ختم کر دئے گئے۔ اس حدیث میں مہر والا بنا کر دکھلائیے۔ جب کہ مہر سے مراد آپ کے نزدیک مہر اتباع اطاعت ہے اور گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں اطاعت و اتباع کا مفہوم بھی درجہ مستحیلات سے ہے۔

(۲) اگر خاتم کا معنی وہی مہر والا ہی ہے۔ تو حضرت حسن رضی کے اس قول کا آپ کے پاس کیا جواب ہے ختم اللہ النبیین بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وکان آخر من بعث۔ (خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ اور حضور علیہ السلام آخری پیغمبر ہیں) کیا اس میں سلسلہ انبیاء کے انقطاع کا صراحۃً ذکر نہیں؟ اگر قول حسن رضی میں بھی ختم کا معنی مہر کا ہی لے لیا جائے۔ تو آخر میں بعث کی مطابقت بیان کیجیے۔

(۳) اگر خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین نہیں ہے تو تفسیر مدارک کی اس عبارت کا جواب دیجیے۔ "خاتم النبیین بفتح التاء عاصم بمعنی الطابع ای آخرہم یعنے لا ینبا احد بعدہ" (خاتم النبیین تا کی زبر کے ساتھ جیسا کہ عاصم کی قرأت ہے۔ بمعنی مہر لگانے والے کے ہے یعنی آخری پیغمبر ہے اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکے گا) جب اس عبارت میں ختم کا معنی طبع کر کے آخر کیا گیا ہے۔

(۴) اسی طرح علامہ زرقانی کی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۳ کی عبارت کا جواب دیجیے کہ ای آخرہم الذی ختمہم وختموا بہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبروں کے آخری ہیں۔ آپ نے سب کو ختم کر دیا ہے اور معنے یوں بنے گا کہ انبیاء علیہم

السلام آپ سے ختم کردیے گئے۔

(۵) کیا مرزا طاہر لغت کی کسی کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ لفظ خاتم کا مفہوم بیان کرتے ہوئے اسی آیت کو استشہاد بنا کر خاتم کا معنی مہر کیا ہو۔ اور مہر سے بھی وہی مطلب لیا ہو جو آپ لوگ مشہور کرتے پھرتے ہیں۔ اگر نہیں دکھا سکتے تو پھر امام راغب کی مفردات صـ۱۴۲ کی عبارت کا جواب دیں۔ و خاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممہا بمجیئہ۔ اور خاتم النبیین اس لیے کہ آپ نے نبوت کو ختم کردیا ہے۔ یعنی اپنے آنے سے آپ نے نبوت کو تمام کر دیا ہے۔

خاتم النبیین بمعنی "نبیوں کی مہر" محاورات عرب کے بالکل خلاف ہے ورنہ لازم ہوگا کہ خاتم القوم کے بھی یہی معنے ہوں گے۔ کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے۔ اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں کہ اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔ اسی طرح خاتم الاولاد کا بھی یہی مفہوم ہوگا کہ اس کی مہر سے اولاد بنتی ہے۔

خاتم النبیین بمعنی انگوٹھی "زینت النبیین" کا جواب

مرزا طاہر کچھ خدا کا خوف کیجیے! چودہ سو سال کی تفسیریں آپ کے سامنے ہیں۔ جملہ مفسرین میں سے ایک مستند تفسیر کا بھی حوالہ دے کر ثابت کریں کہ کسی ایک مفسر نے بھی اس آیت میں خاتم کے معنے زینت لیا ہو۔ خاتم سے مراد انگوٹھی لے کر انگوٹھی کو پہننے والے کے لیے زینت قرار دینا اتحاد وقت کا مقتضی ہے۔ حالانکہ جب انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں موجود نہ تھے۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انبیاء علیہم السلام تشریف لے جا چکے تھے۔ پس اتحاد مفقود رہا۔

جب حضور علیہ السلام نے آیت کی مراد لانبی بعدی سے متعین فرمادی ہے۔ تو مجاز در مجاز مراد لینا یقیناً خلاف دیانت ہے۔ آپ لوگ جو معنی کرتے ہیں وہ قرآنی تصریح۔ ارشادات نبوی۔ اجماع امت کے خلاف ہیں انگوٹھی کا رتبہ پہننے والے سے کم ہوتا ہے۔ تو کیا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں۔ مسلم شریف ہے۔ انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم المساجد کیا اس حدیث میں خاتم المساجد کے معنی زینت المساجد بن سکتے ہیں۔

خاتم النبیین بمعنی "نبی ساز" کا جواب

مرزا غلام احمد نے حقیقۃ الوحی کے صـ۹۶ پر خاتم النبیین کی تشریح "نبی تراش" یا نبی ساز کی ہے۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے جو چشمہ معرفت صـ۳۲۴ پر لکھا ہے کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت خاتم الشرائع ہے"

کیا اس کا یہ معنی کروگے کہ حضور علیہ السلام کی شریعت "شریعت ساز" ہے۔

نیز مرزا صاحب "تریاق القلوب" کے صـ۳۷۹ پر لکھتے ہیں کہ

"میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی۔ اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ میرے بعد میرے والدین کے گھر میں کوئی اور لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔"

کیا اس عبارت میں مرزا غلام احمد کا مقصود آخر الاولاد ہونا ہے یا اولاد ساز ہونا ہے؟

مرزا صاحب "حقیقۃ الوحی" صـ۶۴ ضمیمہ عربی پر لکھتے ہیں،

"ان رسولنا خاتم النبیین و علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین" بلاشبہ ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ پر مرسلین کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

تحفہ گولڑویہ" طبع سوم صـ۳۹ پر لکھتے ہیں کہ:

"سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت

باقی صـ۱۲ پر

قسط نمبر۲

قادیانیت کے خلاف

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری کا جہاد

مرتبہ: حضرت مولانا کونڈو صاحب

مقدمۂ بہاولپور

تردید قادیانیت میں شاہ صاحبؒ کا سب سے بڑا کارنامہ بہاولپور کے معرکۃ الآراء تاریخی مقدمہ میں شہادت دینا ہے یہ مقدمہ ایک مسلمان عورت نے جو احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور کی رہنے والی تھی، اپنے خاوند کے خلاف ——— دائر کیا تھا۔ اس عورت کا یہ کہنا تھا کہ اس کا شوہر مرزائی ہونے کی وجہ سے خارج از اسلام ہوچکا ہے۔ اور خارج از اسلام مرد کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح حرام ہے۔ اس لیے اس نکاح کو فسخ قرار دیا جائے۔

یہ مقدمہ کافی عرصہ تک زیر سماعت رہا۔ تقریباً سات سال تک بہاولپور کی ادنیٰ و اعلیٰ عدالتوں میں زیر سماعت رہتے ہوئے۔ آخر میں دربار معلی بہاولپور پہنچا۔ ۱۹۳۲ء میں یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس مسئلہ پر فریقین یعنی قادیانی اور غیر قادیانی علماء سے روشنی ڈالنے کو کہا جائے تاکہ ان بیانات کی روشنی میں مقدمہ کا صحیح طور پر فیصلہ کیا جا سکے۔

قادیانیوں نے اس مقدمہ کو جیتنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی تھی۔ قادیان کا بیت المال اور رجال کار مقدمہ کی پیروی کے لیے وقف ہوتے۔

ادھر مدعیہ بے چاری ایک غریب گھرانے کی لڑکی نہایت کسمپرسی میں وقت گذار رہی تھی۔ ملک کے ممتاز مسلمان علماء کو شہادت میں لانا اس کے بس سے باہر تھا۔ اس لیے بہاولپور کے مسلمانوں کی انجمن "انجمن موید الاسلام" نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا اور مقدمہ کی پیروی کا انتظام کیا۔ ملک بھر کے ممتاز علماء کو خطوط لکھ کر مقدمہ کی پیروی اور شہادت کے لیے طلب کیا۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ ان دنوں جامعہ اسلامیہ میں صدر مدرسی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اور کچھ وقت سے علیل ہونے کی وجہ سے دیوبند تشریف لائے ہوئے تھے۔ بے حد کمزور ہوچکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود سامان سفر باندھے ڈابھیل جانے کو تیار تھے۔ تو اسی دوران بہاولپور سے مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ کی طرف سے وہ خط ملا جس میں حضرت کو بہاولپور کے اس مقدمہ میں شہادت دینے کی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ڈابھیل کا سفر ملتوی کیا! اور علماء کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ بہاولپور تشریف لائے، آپ کے ہمراہ حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ بھی تھے۔ کئی روز تک بیانات ہوتے رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے نہایت مدلل بحث کی۔ اور فرقۂ قادیانیہ کی تردید میں ایک بصیرت افروز تقریر ارشاد فرمائی۔ یہ حضرت شاہ صاحبؒ اور ان کے ساتھیوں کی مساعی جمیلہ کا ظہور تھا کہ یہ مقدمہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو بحق مدعیہ فیصلہ ہوا۔ جو اسی زمانے میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔

بہر حال بہاولپور کے اس معرکۃ الآراء مقدمہ میں حضرت شاہ صاحب نے بیان دے کر مرزائیت کی بنیادوں کو منہدم اور قادیانی دجل و فریب کے تمام پردوں کو پارہ

پارہ کرکے فرقۂ مرزائیہ ضالہ کا ارتداد دنیا پر واضح کیا۔

انجمن موید الاسلام بہاولپور کے شائع کردہ "البیان الازہر" کے مطابق شیخ الاسلام والمسلمین رسوۃ السلف وقدوۃ الخلف حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے ۱۹ اگست ۱۹۳۲ء کو بہاولپور کی سرزمین کو اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا۔ حضرتؒ کی رفاقت میں پنجاب کے بعض علماء مولانا عبدالحنان صاحب خطیب آسٹریلیا مسجد لاہور و ناظم جمعیۃ علماء پنجاب، مولانا محمد صاحب لائلپوری (تلمیذ حضرت شاہ صاحبؒ) فاضل دیوبند اور مولانا محمد زکریا صاحب لدھیانوی وغیرہم بھی تشریف لائے۔ ریاست بہاولپور اور ملحقہ علاقہ کے علماء اور ملاقاتی اس قدر جمع ہوئے کہ حضرت کی قیام گاہ پر بعض اوقات بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تھی، اور زائرین مصافحے بھی محروم رہتے تھے۔ ۲۵ اگست ۱۹۳۲ء کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان شروع ہوا، عدالت کا کمرہ امراء و رؤساء ریاست اور علماء سے پر تھا۔ عدالت کے بیرون میدان میں دور تک مشاہدین کا اجتماع تھا۔ باوجودیکہ حضرت شاہ صاحبؒ عرصہ سے بیمار تھے اور جسم مبارک بہت ناتواں ہوچکا تھا۔ مگر متواتر پانچ روز تک تقریباً پانچ پانچ گھنٹے یومیہ عدالت میں تشریف لاکر علم وعرفان کا دریا بہاتے رہے، مرزائیت کے کفر وارتداد اور دجل و فریب کے تمام پہلو بے نقاب کئے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے بیان ساطع البرہان میں مسئلہ ختم نبوت اور مرزا کے ادعاء نبوت، وحی اور مدعی نبوت کے کفر وارتداد کے متعلق جس قدر مواد جمع ہے اور ان مسائل و حقائق کی توضیح و تفصیل کے لیے جو ضمنی مباحث موجود ہیں شاید مرزائی نبوت کے رد میں اتنا علمی ذخیرہ کسی ضخیم سے ضخیم کتاب میں بھی یکجا نہیں ملے گا۔

انجمن موید الاسلام بہاولپور کے منتظمین نے اس مقدمہ کی کارروائی، بیانات اور فیصلہ وغیرہ تین حصوں میں شائع کیا ہے۔ "بیانات علماء ربانی" کے نام سے جو کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس میں حضرت شاہ صاحبؒ کا بیان بھی ہے۔ لیکن اس میں تفصیلات درج نہیں ہیں۔ جو عبارت اثنائے بیان میں تشریحات اور تفسیرات کے ساتھ پیش فرمائی جاتی تھیں۔ وہ بھی پوری درج نہیں کی گئیں۔ صرف اتنا بیان شائع ہوا ہے۔ جو حضرت شاہ صاحبؒ جج صاحب کو املا کرواتے تھے۔ اس میں حوالجات کی عبارات کا حرف اول اور آخری لفظ لے لیا گیا ہے، حالانکہ حضرت شاہ صاحبؒ پوری عبارت مع تشریح و تفسیر سناتے تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے تلامذۂ کرام میں اہم شاگرد مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری مدظلہ العالی حضرت شاہ صاحبؒ کے ملفوظات گرامی پر مشتمل کتاب "النطق الانور" حصہ اول میں اس مقدمہ کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

"۱۲ اور ۱۳ ستمبر کو متعدد مجالس میں حضرت نے اسی مقدمہ بہاولپور کے حالات اور اپنی شہادت و بیان کے کچھ حصے سناتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

میں نے عدالت میں پانچ وجوہ سے تکفیر مرزائیت کا ثبوت پیش کیا تھا۔ (۱) دعویٰ نبوت (۲) دعویٰ شریعت (۳) توہین انبیاء علیہم السلام (۴) انکار متواترات اور ضروریات دین (۵) سب انبیاء علیہم السلام، فرمایا کہ میں نے عدالت کے سامنے "سب" کی تشریح کی اور اس سے پہلے یہ ثابت کیا کہ سورۂ بقر میں جو اصول ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ خدا کی اطاعت کے لیے ضروری ہے۔ کہ اس کے برگزیدہ بندوں کی بھی اطاعت کی جائے جس کو قصہ حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان سے واضح کیا گیا ہے۔ "سب" کے معنی برا بھلا کہنا، ناسزا کہنا ہے۔ گالی دینا نہیں۔ اس کے لیے "قذف" کا لفظ آتا ہے۔ اور "سب" کی بہت اقسام ہیں مگر جو وہاں کے متعلق اور حسب حال تھیں وہ تین اقسام بیان کیں۔

(۱) سب لزومی: جو بلا قصد آجائے، جبکہ مقصد کوئی دوسری چیز بیان کرنا ہو۔

(۲) سب تعریضی: دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھ کر چھوڑنا۔ جیسے مرزا نے انجیل وغیرہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات بیان کیے ہیں۔ اور مقصد اپنا دل ٹھنڈا کرنا ہے۔ چنانچہ دو چار ورق کے بعد کہیں جاکر حوالہ دیتے ہیں ورنہ بڑی تفصیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف شان لکھتے چلے جاتے ہیں تاکہ دوسروں کے قلوب سے

ان کی عزت و وقعت کم کریں۔ حالانکہ خود تعزیرات ہند میں ہے کہ اگر کوئی ہندوستانی کسی انگریز مورخ کے لکھے ہوئے کسی واقعہ کو بلاکم وکاست نقل کردے اور اس سے نفرت پھیلتی ہو تو اس سے مقدمہ قائم ہوجاتا ہے کیونکہ اس کو جرم سمجھا گیا ہے۔

(۲) سب مرزگی : یہ ظاہر ہے اور میں نے اس کو بھی ثابت کیا اور اس سلسلہ میں مرزا کا یہ شعر پڑھ کر سنایا ؂

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس پر وکیل مرزائیین نے اعتراض کیا کہ مولینا محمود حسن صاحب (شیخ الہندؒ) کے ایک شعر میں بھی ایسا مضمون ہے اس کا کیا جواب ہے؟ وہ شعر یہ ہے ؂

مردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریمؑ

اس پر عدالت میں جو ہزاروں کا مجمع تھا۔ اور ان میں ہندو بھی تھے، ذرا گھبرایا کہ شاید اس کا جواب مجھ سے نہ ہوسکے تو میں نے کھڑے ہوکر تقریر شروع کی اور کہا کہ شعر میں ایک تو شاعری ہوتی ہے دوسرے جھوٹ (احسنہٗ اکذبہٗ کہ شعر میں جتنا زیادہ جھوٹ ہو اتنا ہی زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے) اور تیسرے مبالغہ، شاعری میں تخیل اور خیال آفرینی ہوتی ہے یعنی حقیقتِ شئی کے آس پاس آنا اور خود اس کو ظاہر نہ کرنا جس کا مقصد اچنبھے میں ڈالنا ہوتا ہے۔

اور یہ بھی قابل ذکر ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کو بتلانا یہ خاصہ خدا کا ہے کہ وہی اشیاء کی حقائق کو کماحقہٗ بلاکم وکاست بیان کرسکتا ہے دوسرا نہیں۔

پس شاعر اپنے شاعرانہ جذبات میں یہ ظاہر ہی نہیں کرنا چاہتا کہ میں کوئی حقیقت بیان کررہا ہوں نہ وہ اس کا مدعی ہوتا ہے۔ البتہ اپنے کسی اچھوتے تخیل یا خیال آفرینی کی صرف داد چاہتا ہے۔

چنانچہ حضرت الاستاذ مولینا شیخ الہندؒ کی مراد یہ ہے کہ ہمارے مشائخ طریقت وشریعت نے مردہ دلوں کو زندہ کیا اور زندہ دلوں کو مرنے نہ دیا۔ اس مصرعہ میں صرف دل کا لفظ محذوف ہے۔ جس سے شاعر نے اچنبھے میں ڈالا ہے اور خیال آفرینی کی داد چاہی ہے۔

پھر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں بڑے مشہور و نامور پیغمبر ہیں اس لیے ان کو اس میں بطور فرض کیا ہے اور دوسرے مصرعہ سے منشاء یہ ہے کہ وہ دیکھیں تو اس کی داد دے سکتے ہیں۔ جیسے بڑے چھوٹوں کی کارگذاری پر داد دیا کرتے ہیں۔

لہٰذا حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ کے شعر میں خالص ایمان ہے۔ اور مرزا کے شعر میں خالص کفر ہے۔ کیونکہ حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس منقبت احیاء موتیٰ میں سب سے زیادہ معظم ومکرم قرار دیکر اپنے اکابر کو بھی ان کے چھوٹوں کے مرتبہ میں اپنی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کی بڑی سے بڑی عظمت کا اقرار فرمایا ہے اور اس کے برعکس مرزا صاحب نے اپنے شعر کے پہلے مصرعہ میں تو حضرت مسیح علیہ السلام کے ذکر مبارک سے اعراض کی تلقین کی۔ جیسے کسی کمتر کے ذکر کو ناقابل التفات سمجھ کر ایسا کہا جاتا ہے اور دوسرے مصرعہ میں مزید اہانت یہ کی کہ صاف طور سے یہ کہہ دیا کہ اس سے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے بہتر غلام احمد ہے۔ نعوذ باللہ من ھذا الکفریات۔ اس سے زیادہ کفر کی بات اور کیا ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ، شعر میں جھوٹ ہوا کرتا ہے۔ اور اس کا قائل اس کے جھوٹ ہونے کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تیسرے مبالغہ ہوا کرتا ہے کہ شاعر چھوٹی چیز کو بڑا دکھلاتا ہے۔ اور خود قائل بھی سمجھتا ہے کہ یہ غلط ہے اور اگر کسی مجمع میں اس سے دریافت کیا جائے تو وہ اس کے زائد از حقیقت ہونے کا اقرار کرلے گا۔

اس مسکت و مدلل جواب سے ان کا اعتراض ختم ہوگیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے مزید فرمایا کہ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے اہم اور بنیادی مسائل میں سے ہے اور خاتم النبیین کے جو معنی قادیانی بیان کرتے ہیں۔ آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ ختم نبوت کا عقیدہ قرآن مجید کی ـــــــ بہت سی آیات سے احادیث متواتر المعنیٰ سے اور قطعی اجماع امت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے اس کا منکر قطعاً کافر ہے، کوئی تاویل

مرزائی امت سے چند سوالات

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی

اعتذار

شمارہ نمبر ۲۴ میں یہ مضمون "مرزائی امت سے چند سوالات" کے عنوان سے شائع ہوا لیکن کتابت اور پیسٹنگ کی اغلاط کی وجہ سے مضمون دشوار بن گیا۔ مضمون کی اہمیت کے پیش نظر انتہائی معذرت کے ساتھ اُسے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

ادارہ

سوال ۱: مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ

"وہ دین، دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے (جنہیں مرزا صاحب خدائی اصطلاح کے مطابق نبوت کہتے ہیں) مشرف ہوسکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ ..... وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے ..... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔"

(براہین پنجم ص ۱۳۸، ۱۳۹)

الف : یہ تو مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی نبی کی اتباع سے آدمی نبی نہیں بنتا تھا۔ (دیکھئے حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۹۷) کیا مرزا صاحب کے بقول تمام انبیاء سابقین کا دین رحمانی نہیں بلکہ معاذ اللہ شیطانی اور لعنتی تھا؟

ب : اگر مرزا صاحب کے بقول نبی کے نبی ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کی متابعت سے آدمی نبی بن جائے اور یہ شرط آنحضرت صلی علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی میں نہیں پائی گئی تو تمام انبیاء سابقین کی نبوت مرزا صاحب کے نزدیک حرف باطل نہ ٹھہری؟ اور مرزا صاحب تمام انبیاء کرام کی نبوت کے منکر نہ ٹھہرے؟

ج : مرزا صاحب کو اقرار ہے کہ اسلام کی تیرہ صدیوں میں کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرکے اس مرتبہ کو نہیں پہنچا، اس صورت میں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بھی معاذ اللہ شیطانی اور لعنتی ہی رہا۔؟

د : مرزا صاحب کی پیروی کرکے آج تک مرزائیوں میں کوئی نبی ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو اس کا نام بتایا جائے۔ اور اگر کوئی نہیں ہوا تو کیا مرزا صاحب کا مندرجہ بالا اصول خود انہی کے بارے میں کیوں نہ دہرایا جائے کہ "مرزا کا دین، دین نہیں اور نہ وہ نبی جسکی پیروی سے آج تک کوئی نبی نہیں ہوا، مرزا کا دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ بتاتا ہے کہ وحی الٰہی مرزا تک محدود رہ گئی، آگے نہیں چلی۔ اور مرزا کے دین کو رحمانی کے بجائے شیطانی کہنا زیادہ موزوں ہے"۔؟ فرمایئے کیا مرزا صاحب کا اصول خود انہی کی ذات پر صادق نہیں آتا؟

ہ : مرزا محمود احمد صاحب کے نزدیک نبوت کا مسئلہ مرزا صاحب پر ۱۹۰۱ء میں کھلا تھا۔ تو کیا ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

نعوذ باللہ شیطانی اور لعنتی ہی سمجھتے تھے۔؟

و : جو دین ۱۹۰۱ء تک مرزا صاحب کے قول کے مطابق رحمانی نہیں بلکہ شیطانی اور لعنتی تھا۔ اس کی پیروی کرکے مرزا صاحب رحمانی نبی بنے؟ یا شیطانی اور لعنتی؟ خوب سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔

سوال ۲: مرزا غلام احمد لکھتے ہیں :

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والوں کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جو ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

(تریاق القلوب ص ۱۳۰)

مرزا صاحب نے اس عبارت میں مقبولانِ الٰہی کی دو قسمیں بتائیں۔ ایک وہ نبی جو شریعتِ جدیدہ رکھتے ہوں، ان کا منکر کافر ہے، اور دوم غیر صاحب شریعت۔ ان کا منکر کافر نہیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں :

الف : حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہزاروں نبی آئے مگر ان میں سے کوئی بھی صاحب شریعتِ جدیدہ نبی نہیں گذرا، بلکہ سب شریعت توریت کے پابند تھے، مرزا صاحب کے نکتہ کے مطابق ان میں سے کسی نبی کا انکار کفر نہ ہوا۔ کیا مرزائی امت کا بھی یہی عقیدہ ہے؟

ب : اہل اسلام کے نزدیک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے، لیکن مرزا صاحب کے نزدیک وہ بھی "موسیٰ کی شریعت کے پیرو تھے اور خود کوئی کامل شریعت نہیں لائے تھے"

(حاشیہ دافع البلاء، ص ۲۱)

لہٰذا مرزا صاحب کے مندرجہ بالا عقیدے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا منکر بھی کافر نہ ہوا۔ کیا مرزائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔؟

ج : قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے منکر کافر ہیں (دیکھئے حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳) تو کیا مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اصول کے مطابق خود مرزا صاحب بھی صاحب شریعت جدیدہ نہ ہوتے؟ اگر وہ صاحب شریعتِ جدیدہ نہیں تو ان کا منکر کیوں کافر ہے؟

سوال ۳: مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں :

"لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا، اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں سے یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام "حصور" رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر، جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں۔ اور جو پیچھے ایلیا بنایا گیا، اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مریدوں میں داخل ہوئے، اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بداہتہً ثابت کرتی ہے، کیونکہ بمقابل اس کے یہ ثابت نہیں کیا کہ یحییٰ نے بھی کسی ہاتھ پر توبہ کی تھی، پس اس کا معصوم ہونا

بدیہی امر ہے"[1]
(حاشیہ دافع البلاء آخری صفحہ)

منقولہ بالا عبارت میں مرزا صاحب نے ایک تو یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یحییٰ علیہ السلام کو تو حصور فرمایا، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ نام نہیں رکھا کیونکہ یحییٰ علیہ السلام شراب نہیں پیتے تھے، حضرت یحییٰ علیہ السلام فاحشہ اور نامحرم عورتوں سے اختلاط نہیں کرتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے۔ اور دوسرا نکتہ یہ بیان فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام کا مرید بن کر ان کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کی تھی۔ مگر یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اس کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا یحییٰ علیہ السلام تو بداہتہً معصوم ہیں، مگر عیسیٰ علیہ السلام معصوم نہ ہوئے۔ مرزا صاحب کے ان دونوں نکتوں کی روشنی میں چند امور دریافت طلب ہیں۔

الف: جو شرابی ہو، کنجریوں سے اختلاط رکھتا ہو، حرام کی کمائی استعمال کرتا ہو، اور نامحرم عورتوں سے خدمت لیتا ہو، کیا وہ نبی ہوسکتا ہے۔؟

ب: کیا کسی نبی میں مندرجہ بالا صفات (یعنی شراب پینا اور رنڈی بازی کرنا، جو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کی ہیں) پائی جاسکتی ہیں۔؟ کیا مرزائی عقیدے میں انبیاء کرام کا ان فواحش سے پاک ہونا ضروری نہیں؟

ج: نبوت اور حصور ہونا ان دونوں میں سے کون سا زیادہ بلند ہے؟

د: مرزا صاحب کے نزدیک "حضرت عیسیٰؑ" کا نام قرآن نے "حصور" نہیں رکھا۔ کیونکہ "ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے" گویا اللہ تعالیٰ بھی حضرت عیسیٰؑ کے "ایسے قصوں" کو صحیح جانتا تھا۔ پھر اس نے حضرت عیسیٰ کو نبوت کیوں عطا فرمادی؟

ہ: حضرت عیسیٰؑ کے وہ کون سے گناہ تھے جن سے انہوں نے مرزا صاحب کے بقول حضرت یحییٰؑ کے ہاتھ پر توبہ کی تھی؟

و: کیا توبہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول مرزا صاحب کے "گناہوں" سے باز آگئے تھے یا نبوت کے بعد بھی ان پر قائم رہے؟

ز: اگر بالفرض مرزا صاحب کے بارے میں دلائل سے یہ بات ثابت ہوجائے کہ وہ شراب پیتے تھے، ٹانک وائن کا شغل فرماتے تھے، کنجریوں کی حرام کمائی کو استعمال کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھتے تھے، اور نامحرم عورتوں سے خدمت بھی لیا کرتے تھے تب بھی آپ لوگ انہیں مجدد، مسیح، مہدی، نبی اور رسول کہیں گے؟ یہ نہ سہی کم از کم انہیں ایک متقی اور شریف انسان ہی تسلیم کریں گے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو کیا ان الزامات کی موجودگی میں عیسیٰ علیہ السلام کو ایک شریف آدمی تسلیم کرنا ممکن ہے؟ اور کیا یہی مسیح ہے جس کی مماثلت پر مرزا صاحب کو ناز ہے۔؟

ح: مرزا صاحب نے کئی جگہ لکھا ہے کہ انہیں مسیح علیہ السلام سے شدید مشابہت اور مماثلت ہے، گویا دونوں ایک ہی درخت کے پھل ہیں یا ایک معدن کے دو جوہر ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ "اخلاق عالیہ" جو حضرت مسیح کی جانب مرزا صاحب نے منسوب کئے ہیں، خود مرزا صاحب میں بھی پائے جاتے تھے یا نہیں؟ اگر مرزا صاحب ان "اوصاف حمیدہ" سے محروم تھے۔ تو مسیح سے ان کی مکمل مشابہت کیسے ہوئی۔؟

ط: قرآن کریم نے تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یحییٰ علیہ السلام کے سوا کسی کا نام

[1] دافع البلاء کا جو نیا ایڈیشن ربوہ سے شائع ہوا ہے۔ اس میں یہ عبارت "تنبیہ" کے عنوان سے رسالہ کے شروع میں صفحہ ۴ پر ہے۔

بھی "حصور" نہیں رکھا، کیا مرزا صاحب کے بقول ان تمام انبیاء کرام کے حق میں بھی معاذ اللہ "ایسے قصے" ہی اس نام کے رکھنے سے مانع تھے؟ کیا اس نکتہ سے مرزا صاحب نے تمام انبیاء کو شرابی اور رنڈی باز کی گالی نہیں دے ڈالی؟

سوال ۱۲: دافع البلاء کی عبارت (مندرجہ سوال نمبر ۳) سے ملتا جلتا مضمون مرزا صاحب نے اپنی ایک دوسری کتاب "انجام آتھم" میں باندھا ہے، وہاں لکھا ہے کہ:

"آپ کا ـــــ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زناکار عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔"

دونوں کتابوں کی عبارتوں کو ملا کر میں نے یہ سمجھا ہے (اور میرا خیال ہے کہ ہر اردو خواں بھی سمجھنے پر مجبور ہوگا) کہ دونوں کتابوں میں مرزا صاحب نے "وہی قصے" ذکر کیے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق "حصور" کا لفظ کہنے سے خدا کو مانع ہوئے۔

البتہ دونوں کتابوں کے مضمون میں تین وجہ سے فرق ہے:

اوّل یہ کہ دافع البلاء میں شراب نوشی اور کنجریوں سے اختلاط دو باتوں کا ذکر ہے۔ اور انجام آتھم میں شراب نوشی کا ذکر نہیں۔ گویا "ایسے قصے" میں سے ایک قصہ یہاں حذف کردیا۔

دوم دافع البلاء میں حضرت عیسیٰ کے کنجریوں سے میلان کی وجہ ذکر نہیں کی، انجام آتھم میں اس کی وجہ بھی لفظ "شاید" کے ساتھ ذکر کردی، اور وہ ہے جدّی مناسبت یعنی آپؑ کی تین دادیوں، نانیوں کا (نعوذ باللہ) زناکار ہونا اور آپؑ کا ان کے ناپاک خون سے وجود پذیر ہونا۔ توبہ استغفراللہ!

سوم: انجام آتھم میں تصریح کردی کہ یہ اخلاق حمیدہ (جو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ سے منسوب کیے ہیں، اور جن کی بنا پر بقول ان کے خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "حصور" نہیں کہہ سکا) کسی ادنیٰ پرہیزگار انسان کے بھی نہیں ہو سکتے۔

کیا میں نے ان دونوں عبارتوں کے مفہوم اور ان کے باہمی فرق کو غلط سمجھا ہے؟

الف: کیا مرزائی عقیدے میں انبیاء کرام کے نسب پاک نہیں ہوتے؟ اور ان کے اجداد میں تین تین دادیاں، نانیاں نعوذ باللہ زناکار ہوا کرتی ہیں؟

ب: جس شخص کا وجود زناکاروں کے گندے خون سے ظہور پذیر ہوا ہو کیا وہ مرزائی عقیدے میں نبی ہو سکتا ہے؟

ج: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کنجریوں سے میلان مرزا صاحب کے بقول اس لیے تھا کہ جدی مناسبت درمیان تھی، ادھر مرزا صاحب کو بھی مسیح ہونے کا دعویٰ ہے، تو کیا انہیں مسیح علیہ السلام کی "جدی مناسبت" میں سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملا یا نہیں؟ اگر بقول ان کے "مسیح" کی تین دادیاں، نانیاں زناکار تھیں تو "مثیل مسیح" کی تین کو نہ سہی کسی ایک دادی، نانی کو تو مسیح کی دادیوں، نانیوں سے مماثلت کا شرف ضرور حاصل ہوا ہوگا؟

د: مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ یحییٰ کا معصوم ہونا بمقابل مسیح علیہ السلام کے بدیہی امر ہے۔ اس مقابلے کا مطلب کیا ہے؟ کیا مسیح علیہ السلام معصوم نہ تھے؟ کیا ان کی عصمت بدیہی نہیں؟

ہ: جو شخص خدا کے نزدیک شراب پیتا ہو، کنجریوں

باقی صہ۱۹ پر

جناب سمیع اللہ صاحب

طرزِ معاشرت

طرزِ تعمیر میں پردہ کے اہتمام کی ضرورت

اسلام آباد اور دیگر بڑے شہروں میں جدید طرزِ تعمیر کے تحت پردہ (جو اسلامی معاشرہ کا ایک اہم جزو ہے) کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔

کوٹھیوں کے برآمدے، لان اور اوپر کے صحن وغیرہ عموماً نیم عریاں ہونے کے باعث دعوت نظارہ دیتے ہیں، جو اسلامی اقدار کے خلاف ہیں۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"اگر کوئی تیرے گھر میں جھانکے اور تو نے
اس کی اجازت نہ دی ہو پھر تو نے کنکری مار
کر اس کی آنکھ پھوڑ دی تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں"

(بخاری و مسلم)

پردہ کے لحاظ سے "اے ٹائپ" کوارٹر ہی بھلے ہیں۔ جن میں کم از کم چار دیواری کا اہتمام کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہاں کی جدید طرزِ تعمیر میں بیت الخلاء میں کموڈ کی سمت کے تعین کی طرف ہی کوئی دھیان نہیں دیا گیا۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی کوٹھیوں میں کموڈ کا منہ یا پیٹھ قبلہ سمت ہے۔ جو کہ ناجائز ہے۔

لہٰذا اس ضمن میں حکومت کو ضروری کارروائی بلا تاخیر کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہماری تہذیب کی روایات مجروح نہ ہوں۔ مزید برآں فن تعمیر میں سادگی کا اہتمام کیا جائے حدیث نبوی ہے کہ جب بندے کے مال سے برکت ہٹا لی جاتی ہے تو وہ اسے پانی اور گارے یعنی بلا ضرورت بنگلوں اور کوٹھیوں کی تعمیر میں لگا دیتا ہے۔ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے عالیشان عمارت بنانے پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ اس لیئے اقتصادی اور شرعی نقطۂ نظر سے بھی ضروری ہے کہ قومی دولت کو ضائع سے بچایا جائے۔

ارشاد ربانی ہے۔

ولاتبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین

(۱۸ : ۲۶-۲۷)

ترجمہ: (فضول خرچی نہ کرو کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں)

جمعہ بازاروں کے اخلاقی پہلو کا جائزہ لینے کی سفارش

ایک اسلامی معاشرہ میں اخلاقی اور روحانی قدروں کا تحفظ جمعہ بازاروں میں چند سستی اشیا کی حصول سے کہیں زیادہ ضروری اور مقدم ہے۔ پچھلے تین چار سال کا تجربہ شاہد ہے۔ کہ اسلام آباد اور دیگر شہروں کے یہ جمعہ بازار اور دیگر ہفت روزہ بازار مرد و زن کے اختلاط کے زبردست مواقع فراہم کر رہے ہیں جس سے بے پردگی اور بے حیائی کو بے حد تقویت مل رہی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف سودی نظام، مخلوط تقریبات اور رقص و سرود کی محفلیں بھی جاری ہیں۔ دراصل یہ دوعملی اور منافقت احکامات خداوندی کے ساتھ مذاق ہے اور غضب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

قرآن مجید میں رب العرش العظیم فرماتے ہیں :-

ترجمہ: یہ بات حتمی اور یقینی ہے کہ جو افراد اور ادارے ایمان لانے والے معاشرے میں بے حیائی کی اشاعت کرتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں درد ناک عذاب (عذاب الیم) ناگزیر ہے۔

مرکزی دارالحکومت اسلام آباد میں تو جمعہ بازار کی تیاری جمعرات سے ہی شروع ہو جاتی ہے جسے دیکھو دوڑے چلا جا رہا ہے۔ جیسے یہاں پر ہر چیز مفت ملتی ہوگی۔ لوگ ہفتہ بھر کی شاپنگ (SHOPPING) کی فکر میں لگے رہتے ہیں قیمتوں کا اگر موازنہ کیا جائے تو خاص فرق نظر نہیں آتا البتہ سبزیات اور پھل قدرے سستے مل جاتے ہیں۔ دیگر اشیاء نسبتاً قیمتاً کم مل جائیں گی مگر اکثر غیر معیاری ہوتی ہیں۔

ان بازاروں میں عموماً اکثریت خواتین ہی کی ہوتی ہے مگر اس کے علاوہ فالتو قسم کے لوگ بھی نظر آتے ہیں جو کہ خریداری تو کرتے نہیں صرف خواتین کے تعاقب میں لگے رہتے ہیں اور ان کی زیب و زینت سے محظوظ ہونا ان کا مشغلہ ہوتا ہے۔

ہماری رائے میں تو جمعہ بازاروں کے نقصانات ان کے فوائد سے کہیں بڑھ کر ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں

(۱) ہر آدمی اپنی ضرورت سے زیادہ ہی خریداری کر لیتا ہے۔ چاہے گھر پہ لا کر وہ چیزیں ضائع ہی ہو جائیں مگر اس وقت تو خرید لیں یہ سمجھ کر کہ سستی مل گئی ہیں اس سے گھروں کے بجٹ بہت متاثر ہو رہے ہیں۔

(۲) بے حیائی و بے پردگی کا ایک طوفان ہے یہ بازار اختلاط کا مرکز ہیں ان کے ذریعے گھروں میں بھی بدمزگی پھیل رہی ہے کہ بعض خواتین صبح سے بناؤ سنگھار کر کے گھر سے خریداری کے لیے نکلتی ہیں اور شام کو گھر لوٹتی ہیں۔ اگر جمعہ بازار لگنے بند ہو جائیں تو جمعہ کے دن ہماری بیگمات گھر میں بیٹھ سکیں گی۔ اور اس طرح ان کی توجہ ادائیگی نماز اور تلاوت قرآن مجید کی طرف مبذول ہو سکے گی۔

(۳) سستی اشیاء کی فراہمی کے لیے گورنمنٹ دیگر اقدامات کر سکتی ہے۔ ویسے بھی ان جمعہ بازاروں میں غیر معیاری اشیاء فروخت کی جا رہی ہیں۔

لہٰذا صدر مملکت سے التماس ہے کہ وہ جمعہ بازاروں کے اخلاقی پہلوؤں کا جائزہ لیں کہ ان سے ایسی برائیاں جنم لے رہی ہیں جو کہ اصلاح معاشرہ کا تضاد ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ زمین پر سب سے بد ترین جگہیں بازار ہیں۔ اس کے برعکس گزشتہ چند سالوں سے ملک کے مختلف شہروں میں جمعہ بازار، اتوار بازار، منگل بازار وغیرہ کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔ جس سے جنسی اختلاط تشویش ناک حد تک بڑھ گیا ہے جو کہ سراسر احکامات اسلام کے منافی ہے لہٰذا ان بازاروں کو فی الفور بند کر دیا جائے۔ کیونکہ چند کوڑی سستی اشیاء جن کے عوض قوم اخلاقی بحران کا شکار ہو جائے ایک اسلامی مملکت کے لیے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی ہماری اصل اساس شرم و حیا ہے جو کہ جزو ایمان ہے اور جس کی حفاظت سب سے مقدم ہے۔

یوم پاکستان بجائے ۱۴ راگست کے ۲۷ ر رمضان المبارک کو منانے کی سفارش

سن ہجری کی رو سے پاکستان کا قیام ۲۷ رمضان المبارک کو ہوا۔ مگر تقاضے کے باوجود حکومت ۲۷ رمضان المبارک کو نظر انداز کر کے سن عیسوی کے اعتبار سے ۱۴ اگست کو یوم پاکستان اور یوم آزادی مناتی ہے جس سے ہجری تقویم کے احیاء میں بھی رکاوٹ ہے۔

ملک میں اسلامی اقدار کے احیاء کی نسبت سے حکومت کو یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ ہم آئندہ ۲۷ رمضان المبارک سے یوم استقلال منائیں جس سے نہ صرف پاکستان کے حقیقی تصور اجاگر کرنے میں مدد ملے گی۔ بلکہ ماہ مبارک کی بدولت عوام میں نظام اسلام کے قیام کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کا جذبہ بھی پیدا کر سکیں گے کیونکہ آج کل اسلامی تقویم صرف عبادات تک محدود کر کے معاشرے سے عملاً اس کا رشتہ منقطع کر دیا گیا ہے جبکہ ہمارے ملی تشخص، تہذیب اور روایات کو برقرار رکھنا اسلامی تقویم کے بغیر محال ہے۔

لہٰذا یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں کسی تامل و تاخیر کے بغیر پاکستان کا یوم آزادی ۲۷ رمضان المبارک کو ہی منانا چاہیئے تاکہ اس نعمت خدا داد کا ہم کماحقہ شکر ادا کر کے قرآن مجید سے وابستگی کے عہد کی تجدید کر سکیں۔

خوشی کے مواقع پر تالیاں بجا کر (CLAPPING)

داد تحسین کے بجائے اسلامی طریقہ کار کو اختیار کرنے کی ضرورت

محفلوں اور تقریبات میں اظہار خوشی یا تائید کے طور پر تالیاں بجا کر مقررین یا مہمانان گرامی کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جو کہ قرآن مجید میں کفار اور دشمنان اسلام کا شیوہ بتایا گیا ہے (۸ ۱ ۳۵) یہ ایک غیر اسلامی طریقہ ہے جس کو غیر شعوری طور پر ہم نے اپنے ہاں رائج کر لیا ہے۔

لہٰذا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ سرکاری تقریبات میں تالیاں بجا کر داد تحسین دینے کے بجائے اللہ اکبر، جزاک اللہ۔ مرحبا۔ الحمد اللہ جیسے اسلامی کلمات کہے جائیں۔ تاکہ ان محفلوں میں برکت کا نزول ہو اور اسلامی طور طریقے زندہ ہوں۔ جاری ہے

بقیہ: مرزائی امت سے چند سوالات

سے میلان رکھتا ہو، ان کی ناپاک کمائی استعمال میں لاتا ہو اور نامحرم عورتوں سے خدمت لیتا ہو کیا وہ معصوم ہوتا ہے؟ اگر وہ بھی معصوم ہے۔ تو غیر معصوم کس کو کہتے ہیں؟

و: یہ تو مسیح کی عظمت و تقدیس کا نقشہ مرزا صاحب نے دافع البلاء اور انجام آتھم کے مشترک مضمون میں کھینچا ہے، اب "مثیل مسیح" کی عصمت کا کیا معیار ہوگا؟

ز: مرزا صاحب نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو پھلجھڑیاں چھوڑی ہیں اگر کوئی شخص یہی الفاظ مرزا صاحب کے بارے میں استعمال کرے تو مرزائی امت کا ردِّ عمل کیا ہوگا؟

ح: ہمارے نزدیک مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اور ان کے پردہ میں تمام انبیاء کرام کو (دیکھئے سوال ۳ فقرہ ط) جو مغلظات اور فحش گالیاں سنائی ہیں اس کی ہمت کسی چوہڑے چمار کو بھی کسی شریف آدمی کے بارے میں نہیں ہو سکتی۔ ان عریاں گالیوں کے بعد کیا کسی مرزائی میں ہمت ہے کہ وہ مرزا صاحب کو ایک معمولی درجہ کا شریف آدمی ہی ثابت کر دکھائے۔ مسلمان ہونا تو دور کی بات ہے۔

بقیہ کاروان

قاری فیاض الرحمٰن علوی نے جامع مسجد نمک منڈی کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزائی عبادت گاہوں سے جلد از جلد قرآنی آیات اور کلمات کو ختم کرا کر مرزائیوں کے خلاف صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے پر مقدمات درج کیے جائیں اور قانون کے مطابق ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اگر حکومت نے اس سلسلہ میں کوئی کاروائی نہ کی۔ تو ہم خود مسلمانوں کے ہمراہ قرآن حکیم کی آیات اور کلمہ طیبہ کے تقدس کی خاطر مرزائی عبادت گاہوں کا رخ کریں گے۔ اور پھر حالات کی تمام تر ذمہ داری مرزائیوں اور حکومت پر ہوگی۔

علماء کرام نے شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے شہداء ساہیوال کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کی جارحیت کا فوری نوٹس لے کر مرزائی، قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ اور صدر مملکت سے مطالبہ کیا مرزائیوں کی تمام تنظیموں کو فوراً خلاف قانون قرار دے کر ملک کو اس لعنت سے پاک کریں اور اس سلسلہ میں پوری امت مسلمہ صدر مملکت کے ساتھ ہے۔

اجلاس میں مجلس عمل کے دیگر مطالبات پورا کرنے کا بھی حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ دریں اثناء قادیانی مرتدین کے متعلق وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ پر پشاور کے علماء کرام اور خطباء عظام نے ۱۰ نومبر کے خطبۂ جمعہ میں اظہار مسرت کرتے ہوئے اس فیصلہ کو مرزائیت پر ایک صحیح قانونی اور شرعی ضرب کاری قرار دیا اور کہا کہ اب حکومت کا فرض ہے کہ مرزائیت کو فوراً خلاف قانون قرار دے کر مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ کرے۔

کاروانِ ختم نبوۃ

• قاری بشیر احمد اور اظہر رفیق شہید کے قاتلوں کو عبرتناک سزا دی جائے
• قادیانی عبادتگاہوں کی مسجد کی سی صورت فوراً بدلی جائے
• پشاور میں عظیم الشان اجتماع سے علماء کرام کا خطاب۔

ٹنڈوآدم

شاہی مسجد ٹنڈوآدم میں ایک نمائندہ اجلاس منعقد کیا گیا جس میں شہدا ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

یہ عظیم الشان اجتماع شہدا ختم نبوت حضرت مولینا قاری بشیر احمدؒ اور ہونہار طالب علم اظہر رفیقؒ کے جارحانہ قتل پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ ان کے لیے ترقیٔ درجات کی دعا کرتا ہے۔ نیز ان کے اعزا و اقربا کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ نیز حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان شہداء کے ظالم قاتلوں کو بلاتاخیر عبرتناک سزا دی جائے۔ ورنہ مسلمان خود ان سے نمٹ لیں گے۔ اور پھر پیش آمدہ صورتحال کی ذمہ داری قادیانی نواز انتظامیہ پر ہوگی۔

یہ اجتماع مولینا ضیا القاسمی اور مولینا منظور احمد چنیوٹی و دیگر علماء کرام کی گرفتاری پر گہرے صدمہ کا اظہار کرتے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ باؤلے کتوں کو آزاد چھوڑنے اور بےقصوروں کو پابند کرنے کی پالیسی اختیار نہ کرے اور علماء کرام کو فی الفور آزاد کرے۔ ورنہ مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھے تو نتائج نہایت ہی خطرناک ہوں گے۔

یہ عظیم اجتماع صدر مملکت کے حالیہ قادیانی آرڈیننس اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو سراہتے ہوئے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ بقایا نقائص کو جلد از جلد دور کیا جائے۔ اور قادیانی عبادت گاہوں سے کلمہ طیبہ کھینے اور قادیانی اخبارات میں قرآنی آیات و اسلامی اصطلاحات لکھنے پر سرکردہ قادیانیوں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ اور قادیانی پریس کو فی الفور ضبط کیا جائے۔ ان سے ناروا رعایت برتنے پر مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہونگے۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا یہ نمائندہ اجلاس ساہیوال کے عالم دین اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے مدرس قاری بشیر احمدؒ اور پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ ساہیوال کے ہونہار طالب علم اظہر رفیقؒ کے وحشیانہ قتل پر (جن کو قادیانیوں نے قتل کیا) شدید غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرکے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ ورنہ تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

یہ اجتماع پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد کی سی صورت فوراً بدلی جائے۔ اور نماز پڑھنے سے بھی روکا جائے۔ اس لیے کہ یہ مخصوص عبادت اسلام کا ستون کہلاتی ہے۔ اسی طرح قادیانی عبادت گاہوں پر ابھی تک کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ جو کہ اسلام کی بنیاد ہے۔ لہذا کلمہ طیبہ کے لکھنے کو بھی قادیانی گروہ کے لیے ممنوع قرار دیا جائے۔

قادیانی ابھی تک اپنے اخبارات میں قرآنی آیات وغیرہ لکھ کر یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ انہیں اس سے بھی باز رکھا جائے۔

پشاور

(نمائندہ خصوصی) مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن مولینا انوار الحق نور اور مجلس پشاور کے ناظم مولینا

بقیہ : حضرت شاہ صاحبؒ اور مرزائیت

وتخصیص اس میں قبول نہیں کی گئی۔ اس میں تاویل و تخصیص کرنے سے وہ شخص ضروریاتِ دین میں تاویل کرنے کی وجہ سے منکرِ ضروریاتِ دین سمجھا جائے گا۔ ختم نبوت کے بارے میں ہمارے پاس تقریباً دو سَو احادیث ہیں۔

قادیانی وکلاء کی طرف سے اس ضمن میں یہ کہا گیا کہ حدیث میں ہے کہ قرآن شریف کی ہر آیت کے ایک ظاہری معنی ہیں۔ اور ایک باطنی اور تاویل کرنے والے کو کافر نہیں سمجھا گیا

اس کے جواب میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ "یہ حدیث قوی نہیں ہے اور باوجود قوی نہ ہونے کے اس کی مراد ہمارے نزدیک صحیح ہے اس حدیث میں لفظ بطن سے تو جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل میں تھا۔ وہ سب منکشف نہیں ہے۔ مجملاً ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ظہر قرآن کی مراد وہ ہے جو قواعد لغت اور عربیت سے اور اولۂ شریعت سے علماء شریعت سمجھ لیں اور اس کے تحت میں قسمیں ہیں۔ اور باطنی سے یہ مراد ہے کہ حق تعالیٰ اپنے ممتاز بندوں کو ان حقائق سے سرفراز کر دے اور بہتوں سے وہ مخفی رہ جائیں۔ لیکن ایسا کوئی باطن جو مخالف ظاہر کے ہو اور قواعدِ شریعت اس کو رد کرتے ہوں مقبول نہ ہوگا، اور رد کیا جائے گا۔ اور بعض اوقات باطنیت الحاد تک پہنچا دے گا۔ حاصل یہ ہے کہ ہم مکلف فرمانبردار بندے اپنے مقدر کے موافق ظاہر کی خدمت کریں اور باطن کو خدا کے سپرد کردیں۔

رہا تاویل کا مسئلہ تو اخبار آحاد کی تاویل اگر کوئی شخص قواعد کے مطابق کرے تو اس کے قائل کو بدعتی بھی نہیں کہیں گے البتہ اگر قواعد کی رو سے صحیح نہیں تو وہ خاطی ہے۔

جاری ہے

بقیہ جواب الجواب

عیسیٰ خاتم الانبیاء ہیں"

اب یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی "پیغمبر سازی" کی کیفیت بیان کیجیے۔

ہمارے لیے مرزا صاحب کی تحریرات کی روشنی میں لفظ خاتم کے معنی متعین کرنے میں نہایت ہی آسان صورت پیدا ہوگئی ہے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(۱) قرآن آسمانی کتابوں کا خاتم

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام شریعتوں کی خاتم۔

(۳) مرزا صاحب اپنے ماں باپ کی اولاد کے خاتم۔

ہم کہتے ہیں کہ :

(۱) اگر قرآن کے بعد کسی آسمانی کتاب کا آنا بند۔

(۲) اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے بعد کسی شریعت کا آنا بند۔

(۳) اگر مرزا صاحب کے پیدا ہونے کے بعد ان کی والدین کے گھر اولاد کا پیدا ہونا بند۔ بالکل ٹھیک اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا بھی بند۔

اگر قرآن نے آسمانی کتابوں کا خاتمہ کر دیا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے تمام شریعتوں کا خاتمہ کردیا اگر مرزا صاحب نے اپنے والدین کے گھر اولاد پیدا ہونے کا خاتمہ کردیا۔ بالکل ٹھیک اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نے اپنے بعد نبوت کا خاتمہ کردیا۔

بقیہ: ابتدائیہ

...فر کردار تک پہنچایا جائے۔ نیز قاری بشیر احمد شہید اور اظہر رفیق ... کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

الغرض قادیانی اپنے گھناؤنے سازشی منصوبہ کو پروان چڑھانے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ قادیانی سازشوں کا ... غ لگا کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہو۔ اسی کے ساتھ ہی ... ائی امت کی خدمت میں بھی خیرخواہانہ گذارش کی جاتی ہے کہ ... ۱۹۵۳ء کی ذلت آمیز شکست سے عبرت حاصل کرتے ہوئے ... قسم کے غلط اقدام سے گریز کریں۔ اور ۷ ستمبر کی تاریخ کو نہ ... رائیں۔ ورنہ وقت بتائے گا کہ یہ عزائم خود ان ہی کے حق ... کسقدر سنگینی کے موجب ہوں گے۔

چونکہ ملک میں عام انتخابات ہونیوالے ہیں۔ اور جناب صدر بھی ... ہتے ہیں کہ مسلمان اور دین دار لوگ برسراقتدار آئیں اس لیے ضروری ... کہ حکومتی سطح پر اسکی نگرانی کی جائے کہ قادیانی مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچانے پائیں۔ قادیانی چیرہ دستیوں کے پیش نظر ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ دہشت گردی کے ذریعہ انتخابات کو بھی اپنی تبلیغ کے لیے ذریعہ کے طور پر استعمال کریں گے۔ اور وہ ہر جگہ کسی ایسے شخص کا انتخاب کریں گے جو مرزائی یا مرزائی نواز ہو۔ نہیں تو کسی ایسے شخص کا انتخاب کریں گے جو کم از کم ان سازشی منصوبوں اور ارتدادی سرگرمیوں کے لیے مزاحم نہ ہو۔

الغرض وہ عام انتخابات میں اپنے ڈھب کے آدمیوں کو آگے لانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اس کے لیے بے دریغ سرمایہ بھی استعمال کریں گے۔ ملک و ملت کے ہر بہی خواہ کا یہ فرض ہے کہ انتخابات میں قادیانی اور قادیانی مہروں پر کڑی نظر رکھے۔

[illegible]

بقیہ خصال نبوی

اللہ علیہ وسلم یصلی باللیل ثلث عشرۃ رکعۃ ثم یصلی اذا سمع النداء للصبح رکعتین خفیفتین۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے اس کے بعد صبح کی اذان پر دو رکعت صبح کی سنتیں پڑھتے تھے۔ بعض علماء نے تو اس اختلاف کو دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ حضرت عائشہ کی روایتیں تہجد کی رکعات کے بارے میں مضطرب ہیں یعنی ضعیف ہیں۔ لیکن مضطرب کہنے کی ضرورت نہیں ہے اس میں کیا اشکال ہے کہ گیارہ رکعات اکثر اوقات اور عام معمول کے اعتبار سے ہوں اور کبھی کبھی ان سے کم و بیش بھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہوں جیسا کہ دوسری روایات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسری بحث یہ ہے کہ اس حدیث سے بعض لوگ یہ بھی مسئلہ نکالتے ہیں کہ تراویح بھی آٹھ رکعت ہے حالاں کہ اس روایت سے صرف تہجد کا صرف آٹھ رکعت ہونا بھی معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے گزر چکا چہ جائیکہ تراویح۔ اس حدیث کو تراویح سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ صلوٰۃ اللیل کے لفظی معنی رات کی نماز کے ہیں لیکن اس سے مراد قرینہ سے تہجد کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس سے اگر رات کی ہر نماز مراد لی جائے تو تراویح کے ساتھ مغرب اور عشاء کے فرض اور ان

کی سنتیں سب ہی خارج ہو جائیں گی جن کو کوئی بھی نہیں نکال سکتا ۔ غرض اس حدیث میں صرف تہجد کا ذکر ہے ۔ وہی پوچھنا مقصود ہے اسی کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب مرحمت فرمایا اور بظاہر پوچھنے کی یہ ضرورت پیش آئی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ رمضان المبارک میں زیادتی عبادت کی تھی جیسا کہ متعدد روایات میں آیا ہے اس لئے ابو سلمہ کو خیال ہوا کہ شاید تہجد کے عدد رکعات میں بھی کچھ اضافہ فرماتے ہوں اس لیے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی کی نفی فرما دی ورنہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہ مقصود نہیں کہ تراویح تو درکنار تہجد کی رکعات بھی گیارہ سے زیادہ کبھی نہیں ہوتی تھیں ۔ اس لیے کہ تیرہ رکعات تک خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثابت ہو چکا ہے ۔ تراویح کے بارے میں حضرت اقدس فخر المحدثین مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کا ایک مفصل رسالہ الرای النجیح اردو میں شائع شدہ ہے جس کا دل چاہے اسے دیکھ لے مختصر امر یہ ہے کہ احادیث میں تہجد کو صلوٰۃ اللیل (رات کی نماز) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تراویح کو قیام رمضان (رمضان کی نماز) سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ یہ دونوں نمازیں علیحدہ علیحدہ ہیں ۔ متعدد علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ قیام رمضان سے تراویح مراد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام رمضان کا بہت اہتمام تھا متعدد احادیث میں قولاً اور فعلاً اس کی اہمیت وارد ہے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ قیام رمضان کرے اس کے جتنے بھی گناہ کئے ہیں تمام معاف ہو جاتے ہیں (علماء کے نزدیک صغائر مراد ہیں) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کا ایجابی حکم تو نہ فرماتے تھے البتہ ترغیب دیا کرتے تھے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی لمبی جماعت کے ساتھ اس نماز کو پڑھتے تھے اور ہمیشہ نہ پڑھنے کا یہ عذر فرماتے تھے کہ مجھے اس کے فرض ہو جانے کا اندیشہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ پڑھنے سے فرض ہو جانا کئی وجوہ سے محتمل تھا ۔ البتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین متفرق طور پر کچھ تنہا اور کچھ جماعت میں پڑھتے تھے جو نصف یا نصف رات تک پڑھتے تھے اور کبھی اس سے بھی زیادہ ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان متفرق جماعتوں اور علیحدہ پڑھنے والوں کو ایک امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم فرمایا کہ انتشار نہ ہو ۔ سائب کہتے ہیں کہ امام عموماً ہر رکعت میں سو سو آیتوں والی سورتیں پڑھتے تھے ہم لوگ کھڑے کھڑے تکان کی وجہ سے کسی چیز پر سہارا لگاتے تھے اور سحر کے قریب فارغ ہوتے تھے ۔ بہت سے علماء نے لکھا ہے کہ تراویح کے مسنون ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے اور اہل قبلہ میں سے روافض کے سوا کوئی فرقہ بھی اس کا انکار نہیں کرتا ۔ ائمہ اربعہ ۔ یعنی امام اعظم، امام مالک امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ سب حضرات کے فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ تراویح کی ۲۰ رکعات سنت مؤکدہ ہیں ۔ البتہ امام مالک کے نزدیک مشہور قول کے موافق چھتیس رکعات ہیں ۔ فقہ حنبلی کی مشہور کتاب "مغنی" میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ کے نزدیک راجح قول بیس رکعت کا ہے اور یہی مذہب ہے ۔ سفیان ثوریؒ اور امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ کا ۔ البتہ امام مالکؒ کے نزدیک چھتیس رکعات ہیں ۔ امام مالک سے نقل کیا گیا کہ میرے پاس بادشاہ کا قاصد آیا کہ تراویح کی رکعات میں تخفیف کی اجازت دے دی جائے میں نے انکار کر دیا ۔ امام مالکؒ کے شاگرد کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں انتالیس رکعات پڑھی جاتی تھیں ۔ یعنی چھتیس تراویح اور تین وتر ۔ اوجز میں یہ بحث مفصل ہے ۔ میرے اساتذہ کا ارشاد ہے کہ مدینے میں چھتیس رکعات جو پڑھی جاتی تھیں ان میں بیس تراویح ہوتی تھیں لیکن لیکن ہر ترویحہ میں اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعت پڑھے اس لیے وہ حضرات ہر ترویحہ میں چار رکعت نفل پڑھ لیتے تھے اس لیے یہ سولہ رکعات چار درمیانی ترویحوں کی بڑھ گئیں ۔ بہرحال یہ مالکیہ کا مذہب ہے بقیہ تینوں اماموں کے نزدیک راجح قول بیس رکعات ہی کا ہے ۔

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام

۳۲ ویں سالانہ
کل پاکستان
تحفظ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کانفرنس

بمقام
پبلک پارک
چنیوٹ

۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء
بروز بدھ، جمعرات، جمعہ، شب و روز

برادرانِ اسلام ۰ ختم نبوت کے محاذ پر اُمتِ محمدیہ کی کامیابیوں سے گھبرا کر مرزائیوں نے اپنی ہزیمت کو چھپانے کے لیے غنڈہ گردی تشدد، دہشت گردی پھیلا رکھی ہے جو ملک عزیز کیلئے سخت نقصان کا باعث ہے اس پر سوچ و بچار اور روک تھام کیلئے اس کانفرنس میں نئے جوش و ولولے سے شرکت فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

• قادیانی سالانہ جلسہ بوجہ صدارتی آرڈیننس کے قانوناً نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلہ میں حکومت کی ذمہ داری، اُمتِ محمدیہ کا لائحہ عمل • آج ہی تیاری شروع کر دیں • تفصیلی اشتہار کا انتظار فرمائیں!

معلومات و رابطہ کیلئے • دفتر مستقبالیہ مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) فون ۶۹۹

مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع جھنگ